انجمن حمایتِ اسلام لاہور کی ادبی اور تعلیمی خدمات (۱۸۸۴ء-۱۹۳۴ء): ایک تجزیاتی مطالعہ

محمد ابرار ظہور*

ظفر محی الدین**

Abstract

Anjuman Himayat-i-Islam, Lahore was established in 1884 in Colonial Lahore. Few notable Lahori Muslims realized that the Punjabi Muslims were lagging behind in the field of education. Resultantly, they were unable to compete economically and politically with other religious communities. They thought that the Muslims of Punjab need educational renaissance on the same lines that had already been started by Sir Syed Ahmad Khan in Aligarh. Its objectives included written and verbal rejoinder to the opponents of Islam, the propagation of tenets of Islam and the arrangements for education of Muslim girls and boys. To realize these objectives, the Anjuman started collecting money from wealthy Muslims within and outside India. It was really a modest beginning. However, with the sincerity of purpose and continuous efforts, Anjuman Himayat-i-Islam became one of the biggest organizations of social services during the first half of the twentieth century. The period under study covers the first fifty years of its educational and literary services for the Muslims of Punjab. The educational institutions included religious seminaries, schools and colleges of general education, vocational training institutes, a Unani-Medicine college, libraries and Himayat-i-Islam

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا۔

** لیکچرر، شعبہ تاریخ، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا۔

Press. The press played a very important role in the publication activities through which newspaper, magazines, books and monthly reports were published extensively and then circulated generously to propagate the views of Anjuman and thereby Muslims of the Punjab. This study is an analysis of the genesis and growth of these institutions and educational and literary services rendered by them during the first fifty years of the Anjuman Himayat-i-Islam, Lahore.

تعارف

۱۸۸۴ء مسلمانانِ پنجاب کی تعلیمی ترقی کے ضمن میں زریں حروف سے لکھا جائیگا کیونکہ اس سال ماہ جمادی الاول۱۳۰۱ھ بمطابق مارچ ۱۸۸۴ء میں لاہور کے چند سرکردہ مسلمان جن کے دل قومی درد اور اسلامی جذبہ سے معمور تھے ایک جگہ اکٹھے ہوئے تا کہ عیسائی مشنریوں کی اسلام مخالف ریشہ دوانیوں اور اُسی دور میں شروع کردہ آریہ سماج کی تازہ ترین سرگرمیوں کی روک تھام کا انتظام کیا جائے۔[۱] انجمن حمایتِ اسلام کی ادبی اور تعلیمی میدان میں خدمات در حقیقت سر سید احمد خان کی اٹھائی ہوئی آواز پر لبیک کہنے کے مترادف تھا۔ سر سید احمد خان مسلمانانِ ہندوستان کو تعلیمی میدان کے ذریعے سے ترقی دلوانے کے سب سے بڑے حامی اور داعی کے طور پر ابھرے۔

مذکورہ بالا مشاورت کے نتیجے کے طور پر ایک جماعت تشکیل ہوئی جس کا نام انجمن حمائیتِ اسلام رکھا گیا۔

۱۔ مخالفین اسلام کے اعتراضات کا تحریری و تقریری جواب دینا،

۲۔ مسائل اسلام کی تبلیغ و اشاعت، اور

۳۔ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کا انتظام، بنیادی مقاصد قرار پائے۔[۲]

ان مقاصد میں آنے والے زمانے میں وقتاً فوقتاً کچھ تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ اسی بنیادی جلسہ میں انجمن کے عہدے داران کا چناؤ بھی ہوا جس کے مطابق قاضی خلیفہ محمد حمیدالدین صدر، مولوی غلام اللہ قصوری سیکرٹری جنرل، منشی چراغ دین اور منشی پیر بخش نائب سیکرٹری اور منشی عبدالرحیم خان دہلوی کو اس ادارے کا خزانچی مقرر کیا گیا۔[۳]

ڈبی بازار میں کرنل سکندر خان کی حویلی میں ایک مکان اڑھائی روپہ ماہوار کرایہ پر

لیکر انجمن کا صدر مقام قرار دیا گیا۔ اُسی روز سے ایک مشہور و معروف مولوی سید احمد شاہ دہلوی کی خدمات شہر کے مختلف محلوں میں وعظ کہنے اور عیسائی مشنریوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کیلئے حاصل کی گئیں اور ان کیلئے ایک قلیل رقم بطور وظیفہ منظور کی گئی۔ اس کے علاوہ ایک تنخواہ دار نقیب ملازم رکھا گیا۔ اسی مکان میں انجمن کے اجلاس ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں رائے عامہ کو مقاصد انجمن کے حق میں کرنے کیلئے وقتاً فوقتاً مختلف برادریوں کے اکابرین سے مل کر تبادلہ خیالات کیا جاتا رہا۔ الغرض چھ ماہ کی متواتر کوشش کے بعد ایک عام جلسہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۴ء بمطابق ۰۳ ذی الحج ۱۳۰۱ھ کے دن مسجد بکن خان اندرون موچی دروازہ میں کیا گیا۔[۴] اس بنیادی جلسہ میں کچھ غیر مسلم مہمان بھی مدعو کیے گئے تھے۔ حاضرین کی تعداد چند سینکڑوں میں تھی۔ چونکہ اسی تاریخ اور جلسہ کے دن سے انجمن کی کارروائی تحریر ہونا شروع ہوئی اور اسی تاریخ کو انجمن حمایتِ اسلام کے اغراض و مقاصد کا بذریعہ اشتہار شائع کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس لیے یہی دن انجمن کو شروع کرنے کے دن کے حوالے سے شمار ہوتا ہے۔ اور ۲۴ ستمبر کو ہی انجمن کے تمام اداروں میں تعطیل منائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس تحریر میں انجمن حمائیتِ اسلام لاہور کی ادبی اور تعلیمی خدمات کا احاطہ کرنا مقصود ہے لہٰذا اس کے قیام سے لے کر ۱۹۳۸ء تک کی ادبی اور تعلیمی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ اخبار حمایت اسلام لاہور

انجمن نے ۱۸۸۵ء میں اسلام کی تبلیغ کرنے کیلئے اور مخالفین اسلام (جن میں عیسائی مبلغ اور آریا سماج کے کارندے شامل تھے) کے اعتراضات کا جواب دینے کیلئے اخبار حمایتِ اسلام شروع کیا۔[۵]

یہ رسالہ انجمن کے ممبران و غیر ممبران میں مفت تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور اس کی تعداد اس کی عروج میں پانچ ہزار ماہوار تک رہی۔ اس کو ۱۹۲۶ء سے ہفتہ وار اخبار میں تبدیل کر دیا گیا۔[۶] اس اخبار نے پنجاب کے مسلمانوں میں انجمن کے حق میں ماحول استوار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ انجمن کے ممبران کو مفت بھیجا جاتا تھا اور اس کے مضامین اور اشتہارات خصوصاً اس لحاظ سے لکھے جاتے تھے کہ مسلمانوں کو تعلیم کیلئے بیدار کیا جائے

اور شمالی ہندوستان میں مسلم شناخت کی تعمیر تعلیمی اور ادبی لحاظ سے کی جا سکے۔

۲۔ اشاعتِ اسلام کالج

۱۸۸۶ء میں انجمن نے ایک سلسلہ درسی کتب کا مرتب کیا۔ جس میں مسلمانانِ پنجاب کی مذہبی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ مرہمت کی گئی۔۷ اس کے علاوہ دینیات کے رسالے بھی مرتب کیے گئے۔ انجمن نے جب مدرسۃ المسلمین قائم کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو ان کتابوں کو نصاب کا حصہ بنایا گیا۔یہ کتابیں اسقدر مقبول ہوئیں کہ عموماً ہندوستان کے دور افتادہ مدرسوں میں بھی پڑھائی جانے لگیں اور انجمن کے مدرسوں کی درسی کتب کئی صوبوں اور ریاستوں کے سرکاری مدرسوں میں سپلیمنٹری کتب کے طور پر منظور ہوئیں۔ انجمن کے مدرسوں میں دینیات کو چوتھی جماعت تک اور اس سے آگے کی جماعتوں میں قرآن با ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔

۱۸۸۶ء میں ہی ایک مدرسہ تعلیم القرآن کے نام سے شروع کیا گیا۔۸ جس میں انجمن کے پہلے صدر قاضی خلیفہ حمید الدین دو گھنٹے یومیہ درس دیتے تھے۔حمیدالدین کے انتقال کے بعد ۱۸۹۷ء میں اسکا نام مدرسہ حمیدیہ رکھا گیا۔۹ اس میں تفسیر القرآن، علم الحدیث اورعلم فقہ پڑھائے جاتے تھے۔ پرائمری سطح کی تعلیم کو اس لحاظ سے ترتیب دیا گیا تھا کہ چھ سال میں ایک طالب علم انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ عالمِ دین بھی بن سکے۔ مدرسہ حمیدیہ کو ۱۹۱۱ء میں انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور کی خواہش پر شاہی مسجد لاہور کے مدرسہ میں شامل کر دیا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں اشاعتِ اسلام کالج کھولا گیا۔۱۰ جس کا نظام جدید خطوط پر رکھا گیا اور اس میں انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان داخل کیے جاتے تھے۔ اس کا مقصد ایسے مبلغین پیدا کرنا تھا جو ہندوستان اور بیرونی ممالک میں اسلام کی خدمات کر سکیں۔ مدرسہ حمیدیہ سے لے کر اشاعتِ اسلام کالج تک کا سفر انجمن کے اخراجات پر ممکن ہوا۔

۳۔ تعلیمِ نسواں

جبکہ مسلمان تعلیم سے عمومی اور تعلیمِ نسواں سے خصوصی طور پر گریز کنندہ تھے انجمن حمایت اسلام نے مسلمانانِ پنجاب کی توجہ تعلیمِ نسواں کی طرف دلوائی۔ انجمن کے داعین کا

خیال تھا کہ مسلمان عورتیں عیسائی مشنری عورتوں کا شکار ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا انجمن نے ۱۸۸۵ء میں پانچ مدرسے کھولے۔ ان مدرسوں کی تعداد ۱۸۸۶ء میں دس اور ۱۸۹۴ء میں پندرہ تک پہنچی۔۱۱ جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ ان مدرسوں میں ناظرہ قرآن چار سالوں میں ختم کرایا جاتا تھا۔جب عوامی رجحان لڑکیوں کی تعلیم کی طرف بڑھا تو انجمن نے ایک مدرسہ کو مڈل سکول کا درجہ دلوایا۔ ۱۹۳۶ء میں اسی مدرسہ کو ہائی کلاسز کیلئے درجہ بڑھایا گیا۔ اس ہائی سکول کیلئے انجمن نے اڑتالیس ہزار ایک سو پندرہ روپیہ خرچ کر کے برانڈرتھ روڈ لاہور پر واقع کوچہ شیخ عظیم اللہ میں ایک شاندار عمارت بنوائی۔ ۱۹۳۸ء تک اس سکول میں طالبات کی تعداد آٹھ سو سے قدرے اوپر تھی۔۱۲

۴۔ زنانہ اسلامیہ کالج کی تعمیر

انجمن حمایتِ اسلام نے وقت کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے جون ۱۹۳۹ء سے کوپر روڈ لاہور پر ایک اعلیٰ درجے کا ڈگری کالج قائم کیا جسکا الحاق پنجاب یونیورسٹی سے کیا گیا۔ خواتین کو رہائش مہیا کرنے کیلئے اسلامیہ کالج سے کریسنٹ ہاسٹل کی بلڈنگ کرائے پر حاصل کی گئی اس ہاسٹل میں ایک ریڈنگ روم بنایا گیا اور باقی ماندہ کمرے رہائش کیلئے مختص کیے گئے۔ ایک قرآن سٹڈی سرکل بھی قائم کیا گیا ممکن ہے کہ اسلامی جمعیت طلبہ کی قرآن سٹڈی سرکل کی حالیہ روایت انجمن حمایتِ اسلام سے ہی مستعار لی گئی ہو۔ بالغرض پنجاب میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کیلئے یہ کالج بے نظیر کاوش تھی۔ اس کی ہر دلعزیزی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک سال کے اندر طالبات کی تعداد ۱۰۸ تک جا پہنچی۔ ۱۹۳۸ء میں بی اے کے امتحان میں اس کالج کا نتیجہ سو فیصد رہا۔۱۳ خان صاحب چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔اے کالج کے آنریری سیکرٹری اور خان بہادر نواب مظفر علی خاں سی آئی ای کالج کمیٹی کے چیئر مین مقرر کیے گئے۔ ۱۹۲۲ء سے پہلے خواتین کے مدارس مردانہ سکولز کمیٹی کے کنٹرول میں تھے لیکن ۱۹۲۲ء میں ایک خواتین کمیٹی بنائی گئی اور زنانہ مدارس زنانہ کمیٹی کے سپرد کر دیئے گئے۔۱۴ اس سلسلہ میں لیڈی عبدالقادر (بیگم خان بہادر سر شیخ عبدالقادر، صدر انجمن ۱۹۳۸ء) لیڈی سر شفیع اور انکی دختر جہاں آرا شاہ نواز کی مشترکہ کوشش قابلِ تحسین ہے۔

۵۔ اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ

یہی وہ ابتدائی مدرسہ تھا جس کی بنیاد انجمن نے مدرسۃ المسلمین کے نام سے رکھی۔ یہ انجمن کے صدر دفتر میں ۱۸۸۶ء میں شروع ہوا۔۱۵ بعد میں روز بروز بڑھتی ہوئی طلباء کی تعداد کے پیش نظر یہ ادارہ حویلی اسکندر خاں اور حویلی دھیان سنگھ سے ہوتا ہوا ۱۸۹۲ء میں انجمن کے خرید کردہ مکان اندرون شیرانوالہ باغ میں قائم کیا گیا۔ اور اس وقت سے وہیں پہ موجود رہا۔ اس کی پذیرائی کا یہ عالم تھا کہ طلباء کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے جنوری ۱۹۱۲ء کو اس سے ۴۰۲ طلباء کو منتقل کر کے ایک دوسرے ہائی سکول کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے بعد ۱۹۱۵ء میں تیسرے سکول کیلئے اور ۱۹۲۲ء کے آغاز میں چوتھے سکول میں منتقل کیے جانے کے باوجود ۱۹۲۲ء کے شروع میں اس کی تعداد ۷۳۸ تھی اور ۱۹۴۰ء میں تعداد ۱۲۰۰ سے زیادہ تھی۔۱۶

انجمن حمایت اسلام نے جب ۱۹۱۲ء میں دوسرا سکول شروع کیا تو اس مدرسہ کو اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

۶۔ اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی دروازہ

جب ۱۹۱۲ء کے بعد شیرانوالہ سکول کی عمارت طلباء کی تعداد کیلئے ناکافی ہوگئی تو اس سکول سے ۴۰۲ طلباء کو موچی دروازہ کے باہر ڈاکٹر بوس کی کوٹھی میں منتقل کیا گیا۔ اور بعدمیں اسکو ریلوے روڈ پر حکیم غلام نبی کی کوٹھی میں منتقل کیا گیا۔ یہ کوٹھی انجمن کے پاس رہن رکھی تھی۔ شہر کی مغربی آبادی کے لوگ بھی خواہشمند تھے کہ ان کیلئے بھی ایک اسلامیہ سکول ہو۔ اس مقصد کیلئے میاں نصیرالدین نے ایک قطع اراضی انجمن کو دیا ملحقہ زمین انجمن نے بیس ہزار میں خریدی اور پھر ستر ہزار کے خرچ سے عالیشان عمارت تیار کی۔ ۱۹۴۱ء تک اس سکول میں طلباء کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ چکی تھی۔۱۷

۷۔ وطن اسلامیہ ہائی سکول

یہ وہ سکول ہے جس کی بنیاد ستمبر ۱۹۱۵ء میں شیرانوالہ سکول سے طلباء کو منتقل کرنے پر رکھی گئی۔ اس کی ایک وجہ شیرانوالہ سکول میں طلباء کی زیادہ تعداد اور دوسری وجہ اسلامیہ کالج سے ملحقہ جے اے وی کلاسز کیلئے عملی تعلیم کی ضرورت تھی۔ اس کا افتتاح ۱۵ ستمبر کو موچی

دروازہ کے باہر ایک کوٹھی میں ہوا۔ کچھ عرصہ بعد اسکو وطن بلڈنگ بیرون اکبری دروازہ منتقل کیا گیا۔ اس سکول کو ۱۹۳۴ء میں ہائی سکول کا درجہ ملا۔[۱۸] بلڈنگ ناکافی ہونے کی وجہ سے ۱۹۳۴ء سے اسلامیہ کالج سے Halley ہوسٹل کی عمارت ادھار لے کر اس میں سکول منتقل ہوا البتہ زیادہ عرصہ بلڈنگ میں رہنے کے سبب اسکا نام وطن اسلامیہ ہائی سکول پڑ گیا۔ اور بعد ازاں سرکاری ریکارڈ میں بھی اس نام سے موسوم رہا۔[۱۹]

۸۔ اسلامیہ مڈل سکول ملتان روڈ

چوتھے مدرسے کیلئے شیرانوالہ سکول سے ۱۹۲۲ء میں طلباء لیے گئے تھے یہ وہی مدرسہ ہے۔ ۱۹۲۱ء میں انجمن نے مردانہ یتیم خانہ کیلئے ملتان روڈ پر نواں کوٹ کے قریب موقع پکی ٹھٹھی کی اراضی خریدی اور یتامیٰ کو وہاں شفٹ کیا گیا۔ یہ جگہ شیرانوالہ سے پانچ میل دور تھی۔ لہٰذا یتامیٰ کی تعلیم کیلئے قصبہ نواں کوٹ کی جنوبی جانب ایک کرایہ کی کوٹھی میں ایک مڈل سکول کا افتتاح کیا گیا۔ جس میں ۱۴۱ یتامیٰ کے ساتھ ساتھ ملحقہ دیہات کے طلباء بھی داخل ہوئے۔[۲۰] یہ سکول ۱۹۲۳ء کو ہائی سکول بنا دیا گیا۔ بعد ازاں زمینداران اچھرہ کی درخواست پر جنھوں نے مدرسہ کیلئے چار کنال اراضی مہیا کی یہ سکول اچھرہ شفٹ کیا گیا اس کا افتتاح سر میاں محمد شفیع نے کیا۔ یہ مدرسہ ۱۹۳۸ء کے وسط تک اچھرہ میں رہا لیکن بعد ازاں اسکو یتیم خانہ کی ملحقہ کوٹھی میں دوبارہ شفٹ کر دیا گیا۔[۲۱]

۹۔ اسلامیہ ہائی سکول گوجر خان

یہ سکول گوجر خاں ضلع راولپنڈی میں واقع ہے۔ اس کی بنیاد انجمن نے نہیں رکھی تھی بلکہ انجمن نے براہِ ہمدردانہ مالی اخراجات کو برداشت کرتے ہوئے اس مدرسہ کو جو کہ وہاں کی قائم کردہ انجمن اسلامیہ کی طرف سے شروع کیا گیا اپنی تحویل میں لیا۔ یہ سکول مسلمانانِ گوجر خان نے ۱۹۱۲ء میں انجمن اسلامیہ کے تحت قائم کیا جو کہ ۱۹۲۱ء تک ہائی سکول بن چکا تھا۔[۲۲] بعد ازاں وہاں کے مقامی مسلمانوں میں پھوٹ پڑنے کے سبب ایک شاندار عمارت اور شاندار بورڈنگ ہاؤس شکست و ریخت کا شکار ہونے لگے چنانچہ ۱۹۲۷ء میں گورنمنٹ نے دخل اندازی کی اور تعمیری گرانٹ کی واپسی یا پھر مدرسہ کو بہترین حالت

میں لوٹانے کا تقاضہ کیا۔ مجلس انتظامیہ نے انجمن حمائیت اسلام کو درخواست کی کہ مدرسہ کو معہ جائیداد تحویل میں لے۔ بعد ازاں انجمنِ اس مدرسہ کی مالکہ بنی اور اس میں طلباء کی تعداد ۱۹۴۱ء تک ۸۰۰ سے اوپر جا چکی تھی۔[۲۳]

۱۰۔ اسلامیہ کالج لاہور

انجمن حمائیتِ اسلام نے اسلامیہ کالج کا آغاز کیا تو ۱۸۹۲ء میں ایف اے (فرسٹ ائیر) کلاس شروع کی اور اس کے لیے شیرانوالہ سکول سے دو کمرے لیے گئے۔ چنانچہ ایک کمرہ تعلیم کیلئے مختص کیا گیا اور دوسرا کمرہ پرنسپل سٹاف اور دفتر کیلئے استعمال میں رہا۔ ۱۹۰۰ء تک کالج کی عمارت تین کمروں پر مشتمل تھی۔[۲۴] ۱۹۰۱ء میں ایک منزل کا اضافہ کیا گیا۔ لہٰذا کالج ۱۹۰۷ء تک مندرجہ بالا عمارت میں مقیم رہا۔ سال ۱۹۰۵ء میں انجمن نے ریلوے روڈ اور برانڈرتھ روڈ کے درمیان پچاس کنال اراضی بعوض ۵۱۰۰۰ روپے خریدی۔ بعد ازاں ملحقہ پندرہ کنال اراضی بھی خریدی گئی جس پرتقریباً ۲۷۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔[۲۵]

۱۹۰۷ء میں اس اراضی پر امیر حبیب اللہ خان امیر افغانستان کے ہاتھوں افتتاح سے کالج کی موجودہ عمارت کی بنیاد رکھی گئی اور اس سال ریواز ہاسٹل کی تعمیر شروع ہوئی۔ ۱۹۰۸ء میں جب ریواز ہاسٹل کی عمارت مکمل ہوئی تو اس کے غربی حصہ میں کلاسز کا آغاز کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں جب کالج کی عمارت کا بیشتر حصہ بن گیا۔ تو کلاسز میں منتقل کی گئیں۔ کالج کی عمارت ۱۹۱۳ء میں مکمل ہوئی۔ اور اس کی تعمیر پر ۱۲۶۶۰۳ روپے خرچ ہوئے۔ [۲۶] بعد ازاں ضرورت کے ساتھ ساتھ عمارت میں اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ ۱۹۴۰ء تک پہلی تعمیر سمیت پونے دو لاکھ روپے علاوہ اراضی خرچ کیے گئے۔ احاطہ ہٰذا میں علیحدہ جگہ پر ۲۵۲۱۷ روپے کے خرچ سے لائبریری اور ریڈنگ روم تعمیر کروائے گئے۔[۲۷] اسلامیہ کالج کی گراؤنڈ بھی اس وقت کے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ممتاز حیثیت کی حامل تھی۔ اسلامیہ کالج کا نقشہ بھی انجمن کے بانیوں میں سے ایک آدمی جن کا نام میاں محمد عبداللہ انجینئر کا بنایا ہوا تھا۔ اور انہی کی نگرانی میں عمارت تعمیر ہوئی۔ عمارت کے وسط میں حبیبیہ ہال تھا جبکہ مشرقی جانب والی عمارت بہاولپور ونگ کہلاتی تھی۔ تعلیم آرٹس میں ایف اے اور بی اے تمام مضامین کے ساتھ رائج تھا۔ علاوہ ازیں ایف ایس سی (میڈیکل اور نان میڈیکل)

بی ایس سی، عربی، فارسی، تاریخ، فلاسفی، اکنامکس، پولیٹکل سائنس اور ریاضی میں ایم اے کی کلاسز کا انتظام تھا۔ اس کالج میں ۱۹۰۶ء میں صرف ایم اے عربی کروایا جاتا تھا جبکہ ۱۹۱۶ء سے مذکرہ بالا تمام مضامین شروع ہو چکے تھے۔**۲۸**

اسلامیہ کالج کے دو ہاسٹل بہت مشہور رہے جن میں ریواز ہاسٹل جو کہ کالج کے احاطہ کے اندر تھا اور دوسرا ہاسٹل کوپر روڈ پر تھا جسکا نام کریسنٹ ہاسٹل رکھا گیا۔ یہ ہاسٹل ۶۶ کیوبیکل کمروں پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ کالج کے احاطہ میں مشرقی جانب تیسرا ہوسٹل ہیلی ہاسٹل تعمیر کیا گیا۔ کالج کے اندر ہی ایک ڈسپنسری بھی موجود تھی جہاں پر مفت ادویات میسر تھیں۔

اسلامیہ کالج جب ۱۸۹۲ء میں تعمیر ہوا تو طلبہ کی تعداد گیارہ تھی ۱۹۴۱ء میں یہ تعداد ایک ہزار سے کثیر ہو گئی۔**۲۹** کالج کے مشہور پرنسپل حضرات میں مسٹر ہنری مارٹن، مسٹر لیچ ولسن اور علامہ یوسف جیسی شخصیات رہیں علاوہ ازیں مشہور اساتذہ میں ڈاکٹر ملک نذیر احمد، خواجہ دل محمد، سید عبدالقادر اور شیخ غلام حسین شامل رہے۔

اختتامیہ

ہندوستانی مسلمان جو کہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد سیاسی، معاشی اور تعلیمی و سماجی لحاظ سے انتہائی دل برداشتہ ہو چکے تھے۔ اپنی نشاطِ ثانیہ کے منتظر تھے۔ جس وقت سر سید احمد خان نے علیگڑھ میں ادبی اور تعلیمی تحریک برپا کی اُس وقت سے تھوڑا عرصہ بعد لاہور میں انجمن حمایت اسلام نے پنجاب کے مسلمانوں کی ادبی اور تعلمی نشاطِ ثانیہ کا بیڑا اٹھایا۔ انجمن کی کاوشیں کثیر الجہتی تھیں اور ان کے نتائج بہت دور رس نکلے۔ انجمن حمائیت اسلام کے سکولز اور کالجز کی تعداد اور استعداد پنجاب میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ ان اداروں کے پڑھے ہوئے لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے تحریکِ پاکستان اور بعد میں بھی ایک نمایاں کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں انجمن کے مشاعرے، ادبی محافل اور اس کی تالیفانہ اور مصنفانہ خدمات کا سلسلہ صرف عام رائج تعلیم تک مرکوز نہ تھا بلکہ صنعتی تعلیم اور طبی تعلیم بھی انجمن کے زیر اثر حاصل ہو رہی تھی۔ الغرض انجمن حمایت اسلام لاہور کی تعلیمی اور ادبی خدمات پنجابی مسلمانوں کیلئے یقیناً کسی انقلاب سے کم نہ تھیں۔

حوالہ جات

۱۔ *مختصر تواریخ انجمن حمایتِ اسلام لاہور*(لاہور: حمایتِ اسلام پریس، تاریخ ندارد)،ص ا۔
۲۔ ایضاً۔
۳۔ ایضاً۔خلیفہ حمید الدین لاہور کی ایک پرانی فیملی سے تھے ان کے والد خلیفہ غلام اللہ شاہ عالمی گیٹ کی ایک مسجد میں اسلامی تعلیمات دیتے تھے۔
۴۔ ایضاً۔
۵۔ ایضاً۔تفصیل کیلئے دیکھئے انجمن حمائیت اسلام کی آٹھویں سالانہ رپورٹ(لاہور: انجمنِ حمایتِ اسلام ، ۱۸۹۲ء)،ص ۱۲۔
۶۔ *مختصر تواریخ*،۱۸۔
۷۔ *انجمنِ حمایت اسلام کی آٹھویں سالانہ رپورٹ*، ۱۱۔
۸۔ ایضاً۔
۹۔ *مختصر تواریخ*،۱۹۔

10. Ian Talbot and Tahir Kamran, *Lahore in the Time of the Raj*, (Gurgon: Penguin Random House, 2016), 35.

۱۱۔ *مختصر تواریخ*،۲۰۔
۱۲۔ ایضاً، ۲۰-۲۱۔
۱۳۔ ایضاً، ۲۱۔
۱۴۔ ایضاً۔
۱۵۔ ایضاً، ۲۲۔
۱۶۔ ایضاً۔
۱۷۔ ایضاً۲۳۔
۱۸۔ *انجمن حمائیتِ اسلام کا ماہوار رسالہ*،(لاہور، انجمنِ حمائیتِ اسلام پریس، ۱۹۳۴ء) ۱۰۔
۱۹۔ ایضاً، ۱۱۔
۲۰۔ *مختصر تواریخ*، ۲۳۔
۲۱۔ ایضاً، ۲۴۔
۲۲۔ ایضاً۔
۲۳۔ ایضاً۔
۲۴۔ احمد سعید، *اسلامیہ کالج لاہور کی صد سالہ تاریخ جلد اول:۱۹۹۲-۱۸۹۲*، (لاہور: ادارہ تحقیق پاکستان، جامعہ پنجاب ۱۹۹۲ء)۱۸۔
۲۵۔ *مختصر تواریخ*،۲۵۔
۲۶۔ ایضاً۔
۲۷۔ ایضاً،۲۶۔
۲۸۔ *انجمن حمائیت اسلام کاماہوار رسالہ*،(ماہ ۱۹۲۳ء) انجمن حمائیت اسلام لاہور، ۱۹۲۳ء)،۱۳۔
۲۹۔ *مختصر تواریخ*، ۲۷۔